رجسٹرڈ نمبر ۱۷۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

THE AKHBAR ALHAKAM

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

قیمت سالانہ
والیان ریاست ۱۰ روپے
معاونین سے ۵ روپے
عوام سے ۴ روپے

مدیر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

دارالامان قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ کو خدا تعالیٰ کے رحم اور فضل کے ساتھ شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ ۱ پیسہ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی ✻ دعا بینی شفا بینی عرض دلبر را بداں بینی ✻

جلد ۲۵ | ۷ ماہ جون سنہ ۱۹۲۳ء | نمبر ۲۲

بخاز سر بر خود دراکہ بازم واو جنت ما

علاقہ
چھپر ۔ الہ داد کو

آج ۷ جون ۱۹۲۳ء کو قبل دوپہر خاکسار ایڈیٹر الحکم کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی غریب نوازی سے حکم دیا کہ فوراً آگرہ چلا جاؤں چنانچہ آج ہی بعد دوپہر یہ خاکسار روانہ ہو رہا ہے ✻

میں پچھلے چار دن سے ڈاڑھ کے درد سے بیمار رہا ہوں اور اسوقت تک کہ یہ سطور لکھ رہا ہوں طبیعت صاف نہیں بلکہ درد کے ساتھ بعض دوسرے عوارض بھی ہیں مگر یہ موقعہ خدمت کا میرے جیسے کم عمل انسان کو میسر آوے تو اس کی خوش قسمتی پر رشک ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماوے۔ آمین

احباب دعا کریں کہ وہ اپنے اس خطا کار بندہ کو ان کاموں کی توفیق دے ✻

مجھکو الحکم کے سرپرستوں سے ایک مرتبہ پھر گلہ کرنا ہے اور یہ میرے ساتھ انکا قطعی فیصلہ ہے اور وہ یہ ہے کہ میں بارہا کہہ چکا ہوں کہ الحکم کو تجارتی اغراض پر کبھی جاری نہیں کیا تھا

اور خدا تعالیٰ نے اپنی قدرتوں کے عجائبات دکھا کر ثابت کر دیا ہے کہ وہ اپنے بندوں کی پرورش کے سامان ایسے طریقوں پر فرما دیتا ہے کہ

دانا اندراں حیراں بماند

کا مضمون صادق آجاتا ہے ۔ الحکم سلسلہ کا خادم قدیم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد سعادت مہد کی یادگار ہے اور میں اپنی زندگی تک اسکو بہرحال زندہ رکھنے کی خدا کے فضل سے کوشش کرونگا۔ اور مجھے اپنے مولیٰ پر کامل بھروسہ ہے کہ وہ اسے انشاء اللہ ضائع نہیں کرے گا۔ وہ ایسے نفوس پیدا کر دے گا جو اپنے محبوب کی اس یادگار کو زندہ رکھنے کے لئے ہر قسم کی قربانی کر سکیں گے ✻

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز چاہتے ہیں کہ یہ قائم رہے۔ نہ صرف الحکم بلکہ آپ بدر کو پھر دیکھنا چاہتے ہیں۔ پس جو لوگ اس اصول پر الحکم کے ساتھ چل سکتے ہیں اور ایسی ایک جماعت ہی وہی حقیقی طور پر الحکم کے سرپرست ہیں ✻ لیکن جنکا خیال اوراق اور سیاہی کے داموں پر ہو وہ اپنا وقت ضائع نہ کریں لیکن اتنا انکا اخلاقی فرض ہے کہ وہ دفتر کو اطلاع دیں کہ وہ اخبار لینا نہیں چاہتے مگر اخبار لیتے رہنا اور وقت پر روپیہ کی واپسی کرنا جائز نہیں ہے۔ میں اپنے وقت کا آپ مالک نہیں ہوں دوسرے کارکن جو دفتر الحکم میں کام کرتے تھے ان میں سے بہتوں نے اپنا

مصر میں تبلیغ و اشاعت سلسلہ کے کام میں مصروف اور زندگی وقف کر چکا ہے۔ دوسرا لڑکا عراق میں کام کر رہا ہے۔ تیسرے لڑکے کی تعلیمی مصروفیت کو الحکم کی خاطر میں نے خدمت الحکم کی صورت میں تبدیل کیا مگر میری غیر حاضری میں الحکم کے بعض ناظرین نے جو سلوک کیا وہ قابل افسوس ہے۔

میں نے اخبار کو باقاعدہ چلانے کے لئے عزیز یوسف علی کو وی پی کرنے کی ہدایات دی ہیں اور اب جبکہ قریباً چھ مہینے تک لوگ اخبار لے چکے ہیں تو قیمت ادا کرنا انکا فرض ہے۔ اسلئے انہیں چاہیئے کہ فوراً وی پی وصول کریں اور شکایت کا موقع نہ دیں ✻

میری چند روزہ غیر حاضری میں جو محض خدمت دین کے لئے ہوتی ہے اگر وہ توجہ نہیں کرتے تو اور کیا امید ہو گی ✻

مجھے یقین ہے کہ خاکسار کو پھر شکایت کا موقع نہ دیا جاوے گا۔ میں اخبار میں اس کو لکھنا پسند نہ کرتا تھا مگر مجبور ہوں کہ جداگانہ خط نہیں لکھ سکتا

(خاکسار عرفانی)

دارالامان کا ہفتہ

(۱) دارالامان میں ... (۲) ایام زیر رپورٹ میں جناب شیخ عبدالرحمن صاحب فاضل مصری غیر احمدی احباب کے ملنے ... ربوہ اڈی میں آریوں سے کامیاب مباحثہ کر کے آئے ہیں ... علامہ روشن علی صاحب اور جناب پیر اکبر علی صاحب اور علامہ ... صاحب

میں نے علاقۂ ارتداد میں کیا دیکھا

نمبر (۲)

السبداد از تبداد کیلئے احمدی مجاہدین کے اخلاص کا نمونہ

گذشتہ نمبر میں میں نے اپنے مشاہدات کے لکھنے کا سلسلہ شروع کیا تھا مگر خدا کی قدرت ہے کہ دوسرا نمبر میں نے لکھا بھی نہ تھا کہ مجھے پھر روانگی کا حکم مل گیا۔ اور یہ سطور میں اسوقت لکھ رہا ہوں جبکہ سفر کے لئے طیار بھی ہو رہا ہوں اور میں نہیں کہہ سکتا کہ آیندہ پھر اس سلسلہ کے لکھنے کی نوبت کب آوے + مجھکو اپنے ان مشاہدات میں دو باتوں کا دکھانا مقصود ہے۔ ایک یہ کہ احمدی جماعت کے مجاہدین کس اخلاص اور جانفشانی سے کام کر رہے ہیں۔ دوسرے حصہ میں مجھکو یہ دکھانا مقصود ہے کہ اس مخلص اور صادق عنصر کی جماعت کی راہ میں کیا مشکلات ہیں؟ اور کن کن پہاڑوں، اور جنگلوں سے اسے گزرنا ہے اور اپنوں اور غیروں کی جانب سے کیا سلوک اسکے ساتھ ہو رہا ہے؟ اس سلسلہ میں میرا اپنا ارادہ یہ بھی تھا اور ہے اگر خدا کا ارادہ بھی اسکے ساتھ ملجاوے تو میں مخالفین کی کوششوں اور منصوبوں پر بھی ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈالکر بتاؤں کہ کام جو ہمارے سامنے ہے وہ کس قدر محنت اور وقت کو چاہتا ہے اگرچہ ایک حد تک یہ باتیں جماعت احمدیہ کے سامنے آچکی ہیں۔ اور اگر نہ بھی آتیں تو قوم اپنا یہ نصب العین لیکر اٹھی ہو کہ

دنیا پر لوائے اسلام کو بلند کرے

اسکے کام کے دائرہ کی وسعت اور اسباب کی ضرورت ایک واضح بات ہے +

(۹)

یکم جون ۱۹۱۲ء کے خطبہ میں حضرت امام اولوالعزم نے کیا ہی لطیف اور حوصلہ افزا بات فرمائی کہ ہمارے سامنے یہ سوال نہیں کہ یہ کام کب تک ہوگا بلکہ ہمارے لئے یہ سوال ہے کہ

دوسرا کام کرنے کو کب ملے گا

اور پھر کب تک کا۔ عام جواب تو یہ ہے کہ جب تک زندہ ہیں اور پھر جب تک ہماری نسلی در نسل زندہ ہے۔ جب تک کہ دنیا کا خاتمہ ہو کہ قیامت نہ آجائے اسوقت تک ہمکو کام کرنا ہے اسلئے کہ یہ دنیا کام کرنے کے لئے ہے نہ کہ آرام کے لئے۔ پس اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہمارا

دائرہ عمل تنگ نہیں وسیع ہے محدود نہیں غیر محدود ہے

غرض میرا منشاء یہ تھا کہ میں اس سلسلہ مضامین میں ان امور پر بحث کرتا جو میدان کارزار میں جاکر دیکھنے کے بعد پیدا ہوئے کے موافق ہمارے عملی کام کا حصہ ہونے لازمی ہیں مگر میری پھر واپسی نے مجھے موقعہ نہیں دیا۔ ممکن ہے پھر دوسرے وقت پر توفیق حاصل ہو +

(۱۰)

سلسلہ احمدیہ کے مبلغین کے اخلاص کا اندازہ تو اسی ایک امر سے ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے ذاتی اخراجات پر میدان کارزار میں گئے ہیں۔ اور سفر اور غریب الوطنی کو تمام صعوبتوں کو انھوں نے بلند حوصلگی سے قبول کیا مگر بعض دفعہ جب تک خیالات کی حد تک ہوں خوشنما ہوتے ہیں اور انسان انکو قبول کرنے کے لئے بھی آمادہ ہو جاتا ہے برخلاف اسکے جب عملی صورت اختیار کرنی پڑتی ہے تو اگر خدا کا فضل نہ ہو تو بڑے بڑے دلگردہ والے بھی حوصلہ ہار جاتے ہیں + یہ کیوں؟

عشق اول سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلے اسلئے ابتلاؤں اور مشکلات میں پرورش پاتے ہیں تاکہ ایک طرف ان لوگوں کے اندرونی کمالات اور اعلیٰ درجہ کے اخلاص کا اظہار ہو جو ان سلسلوں کو قبول کرتے ہیں اور دوسری طرف خدا کی قدرتوں، تائیدات کے عجائبات ظاہر ہوں +

خدا تعالیٰ کی مشیت چاہتی تو پہلے ہی دن تمام دنیا کی گردنیں الٰہی سلسلہ کے قبول کرنے کے لئے جھکا دی جاتیں مگر اس سے مخلصین کے اندرونی کمالات کا انکشاف اور خدا کی ہستی کا خارق عادت ظہور نہ ہوتا۔ بس اس نے پسند کیا کہ اپنے سلسلوں کو ابتلاؤں میں ہی ظاہر کرے +

(۱۱)

ہمارے بھائیوں نے حضرت امام کے پکارنے پر جس جوش صدق سے لبیک کہا تھا اس سے بہت بڑھ کر انھوں نے اپنے عمل سے بتایا کہ وہ

خدا ہی کے لئے نکلے ہیں

ان کے اس طریق عمل نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ فی الحقیقت یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے۔ ہمارے دوست جب میدان عمل میں پہنچے تو انہیں غریب الوطنی ہی کی تکلیف نہ تھی بلکہ انہوں نے اپنے آپ کو اس قوم میں محصور پایا جو اجنبیت اور دوسرے حالات کے لحاظ سے دوستی کے بجائے دشمنی کے جذبات سے جلد متاثر ہو سکتی تھی یا کی جا سکتی تھی۔ لیکن انھوں نے خدا کے لئے قدم اٹھایا تھا وہ امن اور سلامتی کا پیغام لے کر گئے تھے۔ وہ فاتحہ امن کی صورت میں نو وارد ہوئے تھے انکے جذبات جوش پر ایک مست طاری ہو گئی۔ ان کی ذاتی خواہش اور آرام اور شکم کے خیالات مر ہی گئے۔ اسلئے کہ کوئی تکلیف ان کے لئے تکلیف ہی نہ رہی۔ پس میں حیران ہوتا ہوں کہ اگر ان تکالیف کا نقشہ کھینچوں جو وہاں برداشت کرنی پڑتی ہیں تو وہ تکالیف میری اور دوسروں کی نظر میں تو تکالیف ہیں مگر مجاہد فی سبیل اللہ تو ایک ایسی رو ملائی کے نشہ میں سرشار ہے کہ وہ اپنے سید و مولیٰ امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم نوا ہو کر کہتا ہے +

ہمہ در دورانِ عالم لبان وعافیت خواہند
چہ افتادت اگر ہر سر ما کرمے خواہد مصیبت را

(۱۲)

میں جانتا ہوں کہ کسی شخص کا نام لیکر اسکی تعریف کرنا شاید درست نہ ہو ممکن ہے کہ وہ تعریف اسکے اخلاص اور صدق و وفا کے جذبات کو ریا کے ساتھ بدل دے مگر نہیں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقین رکھتا ہوں کہ اس عرصہ جہاد میں جانے والوں کے اس قسم کے جذبات کو خدا تعالیٰ نے مضمحل کیا ہے اور ان کے سینوں کو صاف کر دیا ہے۔ ان میں ایک بڑی چیز ہے

خدا کی رضا اور اسکے لینے کی وفاء

میں نے شیخ عبدالرحمن قادیانی کو دیکھا ہے کہ زمین اسکے لئے لپیٹی جاتی تھی۔ لوگ اسکو مبالغہ سمجھ سکتے ہیں مگر میں جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ بیان کرتا ہوں۔ پچھلی کہانیوں میں پڑھا کرتے تھے کہ ایک ولی اللہ ظہر کی نماز کے وقت فلاں جگہ دیکھے گئے اور عصر کے وقت فلاں جگہ پر یہ خیالی باتیں نظر آتی تھیں، مگر آج واقعات بتاتے ہیں کہ خدا اپنے بندوں کے لئے کیا کرتے اور عجائبات قدرت دکھاتا ہے۔ سمجھ میں آسکتا ہی نہیں کہ ایک شخص کس طرح پیادہ پا بھوکا پیاسا دو چار نہیں پچیس تیس میل کا سفر چند گھنٹوں میں کر سکتا ہے۔ ہمارے ساتھ یہ امر موصوف کو چلنا پڑا۔ ہم خود مارتھے وہ ہم سے الگ ہو کر سب سے پہلے ایک مقام سے روانہ ہوئے ہیں اور کئی مقامات کا دورہ کر کے پھر ہمکو ملتے ہیں اور تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت چوتھا وقت ہے کہ کچھ کھایا نہیں روٹی کا ایک لقمہ بھی اس شخص کے حلق میں نہیں اترا۔

کیا یہ معجزہ نہیں؟ کہ ایک شخص شدت دھوپ میں سفر کر رہا ہے اسکو کھانے کے لئے کچھ بھی چار وقت سے نہیں مل سکا اور آرام کرنے کا کوئی موقع ہی نہیں ملا پھر اس کو قوت اور سفر کی اس طول المدت نے اسکے عزم اور حوصلہ میں کوئی کمی پیدا نہیں کی وہ پھر بھی سارے قافلہ سے زیادہ ہوشیار اور تیز اور آگے ہے

مجرب ادویات

روغن مالش برائے وجع مفاصل و درد اعصاب فالج و لقوہ مجرب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ
قیمت فی شیشی ایک پاؤ صرف ۴ عدد

سرمہ زعفرانی قیمت فی تولہ صرف ۱۲

سرمہ زنگاری۔ برائے دمہ خارش و پرانی قیمت فی تولہ صرف آٹھ آنے ۸

(نوٹ) محصول ڈاک بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ محمد عارف قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

مختصر نوٹ

ناظرین سے چند منٹ

اکثر احباب کے خطوط کا جواب میں اب تک نہ دے سکا خصوصاً مکرم سیٹھ جی۔ ایم۔ ابراہیم اور سیٹھ عبداللہ بھائی۔ مکرمی حضرت منشی حبیب الرحمن صاحب لیں ان بھائیوں اور دوسرے دوستوں سے نادم ہوں لیکن انہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنے تمام احباب کو جن سے خاص تعلقات خصوصاً اپنی دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں اور اگر میں ان کے خطوط کا جواب نہیں دے سکا تو اس کی وجہ محض مصروفیت یا دوسرے امور ہیں۔

آریہ پریس رو پڑا

الحکم میں ایک نظم شائع ہوئی تھی جو ایک آریہ کی نظم کا جواب تھا۔ یہ نظم سیری غیر حاضری میں جبکہ میں آریوں کی کارستانیوں کا معائنہ کرنے کے لیے علاقہ ارتداد میں گیا ہوا تھا شائع ہوئی مگر میں بہت صفائی سے اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ نظم میرے خود ہوتا تو بھی میں اس نظم کی اشاعت میں ذرا بھی پس و پیش نہ کرتا۔

اس نظم کی اشاعت نے آریہ پریس کے ہوش و حواس کو معطل کر دیا اور ان کے صبر و سکون کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ اپنی چیخ و پکار سے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ اور اپنے قلم کو قطع لگانے کی دھمکیاں شروع کیں۔

میرے معزز موخر ہم قلم زمیندار نے بھی ان کی چیخ پکار کو سن کر چیخ مٹ دیدیا کہ الحکم کا یہ فعل ناپسندیدہ ہے۔ باوجودیکہ ایڈیٹر صاحب نے نہ وہ نظم پڑھی نہ اس نظم کو دیکھا جس کا وہ جواب تھا۔

الحکم۔ آریہ۔ اور غیر احمدی اور عیسائی اخبار نویسوں سے گو گذشتہ پچیس سال سے دفاعی لڑائی لڑ رہا ہے اور اس اعتراف ہے کہ آریہ پریس کا گالیوں میں وہ مقابلہ نہیں کر سکتا مگر میں نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ وہ

شیشہ کے مکان میں بیٹھ کر دوسرے پر پتھر نہ پھینکیں

اگر الحکم نے اس معاملہ میں ابتدا کی ہے تو میں اسکو اپنے لیے موجب فخر سمجھتا ہوں کہ اپنے معاصرین کی دلدہی کے لیے معذرت کا اظہار کروں لیکن اگر اس نے جواب دیا ہے اور جواب میں بھی وہ رنگ نہیں جو حملہ آور نے اختیار کیا تھا تو وہ یقیناً میرے ساتھ انصاف کریں گے۔ بہر حال میں اپنے بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ الحکم شتر راہ امن کا خادم ہے اور اسنے ہمیشہ مناظرات اور مباحثات میں اعتدال اور امن کی راہ کو پسند کیا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ دوسروں کی دل آزاری خیالی طور پر بھی ہو۔ لیکن وہ یہ بھی نہیں کر سکتا کہ گالیاں سنے اور جواب بھی نہ دے اگر وہ چاہتے ہیں کہ ہمارے تعلقات اخلاق دلائے تک رہیں تو اپنے نامہ نگاروں کو ہدایت کریں کہ دوسروں پر حملے چھوڑ دیں کہ انکے بغیر بھی کام ہو سکتا ہے۔

برلن مسجد

برلن مسجد کے متعلق کوئی تحریک عرصہ سے جنابات میں شائع نہیں ہوئی۔ اس کی بڑی وجہ تو یہ ہے کہ اسوقت تمام توجہ ملکانہ ارتداد کے انسداد کی طرف لگ رہی ہے۔ علاوہ بریں برلن مسجد کے متعلق حالات عام طور پر تادیب النساء میں شائع ہوا کریں گے۔ چنانچہ تادیب النساء کے گذشتہ نمبر میں برلن مسجد کا نقشہ بھی شائع کیا جا چکا ہے۔ برلن مسجد کے نقشہ کے متعلق جو تشریحی نوٹ صاحبزادہ ہ ا میں شائع ہوا ہے اسے یہاں بھی درج کر دیا جاتا ہے۔ احمدی مستورات کی ہمت اور مالی قربانی ہر طرح سے حوصلہ افزا اور قابل قدر ہے بعض خواتین نے تو اس بارہ میں کمال ایثار کا نمونہ دکھایا ہے۔ برلن مسجد کی تعمیر کا کام عنقریب شروع ہونیوالا ہے کیونکہ تعمیر کا آرڈر دیدیا گیا ہے روپیہ بھی بھیجا جا گیا ہے۔ احمدی خواتین کے لیے ایسے موقع بہت کم ملینگے۔ اسلیے جن کو اس نیک موقعہ نہیں ملا وہ فوراً اپنے حصہ کا چندہ داخل کر دیں۔

برلن مسجد کے نقشہ کی تشریح ۔ یہیں جہاں مسجد بننے والی ہے وہ برلن کے مغربی حصہ کے اعلیٰ درجہ کے رقبہ میں واقع ہے اس کا تعلق براہ راست برلن کی مرکزی ریلوے سے ہے اور ٹرام گاڑیوں کے مرکز سے بھی براہ راست تعلق ہے اور برلن کے اس حصہ میں ہے جہاں مسلمان رہتے ہیں

زمین تین طرف سے کھلی ہے شمال مشرق کی طرف ریلوے کا مرکز ہے اس لیے مسجد تین طرف سے دیکھی جا سکتی ہے یہ بھی نقطۂ خیال سے ایسی جگہ واقع ہے جہاں سے اثر ڈال سکتی ہے زمین ہموار گرنیچی ہے اور مسجد کے لحاظ سے یہ اعلیٰ درجہ کی بات ہے کیونکہ سیڑھیاں چھوٹی بنانی پڑینگی اور مسجد کے لیے ضروری کمرے نیچے تعمیر کیے جا سکینگے۔

داخلہ اور وضو کی سہولتیں ۔ مسجد زمین کے وسط میں ہوگی اور ارد گرد باغ ہوگا۔ بڑا دروازہ گلی کی طرف ہوگا لوگ کھلے دروازے سے داخل ہوں گے اور پہلوؤں پر جوتیاں رکھنے کی جگہ ہوگی۔

آدمی بڑی آسانی سے وضو خانہ میں جا سکے گا جو ہال کے ساتھ بنا ہے ہے اور گنبد کے نیچے سے چشمہ پھوٹتا ہے۔ بیت الخلاء وضو خانہ کے پاس ہی ہوگا اور وضو خانہ سے آسانی سے مسجد میں جا سکیں گے

مسجد کے محراب ۔ مسجد میں ایک بڑا اور دو چھوٹے محراب ہوں گے جو وہ ٹھیک قبلہ رُخ ہوگی۔ روشنی گنبد میں سے آئے گی۔ اور اس کے نیچے پردے اس طرز پر لگائے جائینگے کہ تیز روشنی کو روکا جا سکے۔

عورتوں کی نماز کے لیے انتظام ۔ عورتوں کیلئے نماز پڑھنے کے واسطے الگ انتظام ہوگا۔ یعنی الگ کمرہ بنوایا جائیگا اور وضو خانہ بھی الگ ہی ہوگا مگر ان کا کمرہ ایسی جگہ ہوگا کہ امام کی آواز آسانی سے آسکے گی۔

مسجد میں کتنے نمازی آئینگے اور دوسرے مکانات

مسجد میں ۶۰۰ آدمی آئینگے اور اس مسجد کے ہال کے نیچے رہنے کے مکان ہوں گے۔

جن میں خصوصاً اس آدمی کے لیے جو مسجد کا نگران ہوگا۔ اور امام کے لیے تین کمرے ہوں گے اس سے پرے ہٹ کر ۱۲ کمرے ہوں گے۔ جن میں طالب علم بھی رہ سکیں گے۔ اور کمرے میں غسل خانہ اور پائخانہ بھی ہوگا۔ علاوہ بریں ایک لائبریری کا کمرہ اور ایک ریڈنگ روم ہوگا اور دو آفس کے کمرے ہوں گے اور نیچے کھانے کا کمرہ بھی ہوگا۔ اور کلب بھی۔

اور جو خانہ ایسا ہوگا جو اسلامی طریق پر بنایا جاوے اور مسلمانوں کے آداب اور دار الطعام ایک اعلیٰ درجہ کے ہوٹل کے طرز کا ہوگا۔ تاکہ کرایہ پر بھی دیا جا سکے۔

مسجد کے بنانے میں یہ بھی لحاظ رکھا جائے گا کہ

دیگر امور عیسائی اور مسلمان جمع ہو سکیں۔ مسجد چھوٹی نہیں بننی چاہیئے اور ایسی ہو کہ لوگوں کے دلوں پر اسکا اثر پڑتا ہو۔

یہ نقشہ اس طرز کا بنایا گیا ہے کہ جب چاہیں بڑھا سکے تمام طرف بڑھاؤ رکھا گیا ہے۔ اس کے بڑھانے پر خرچ بہت کم ہوگا۔

(نوٹ) مسجد کے انجنیر نے مشورہ دیا ہے کہ عمارت مؤثر ہونی چاہیئے۔ اور اس کی تعمیر میں ان امور کو مد نظر رکھا جاوے کہ وہ برلن میں خاص منظر ہو۔ مسجد کی زمین اور وسعت کے لیے اسکا خیال رکھنے پر مجبور تھا۔ کہ مقامی آب و ہوا کا خیال رکھتے ہوئے تھوڑے سے تھوڑے خرچ پر بہتر نقشہ بن سکے سردی کی وجہ سے پتھر کا گنبد زیادہ دیر تک نہیں ٹھہرے گا۔ اس لیے گنبد لکڑی کے ہونگے اس لیے خرچ کا لحاظ رکھ کر گویا کل کام مجبوراً لینا پڑے گا۔

عرش و فرش فرش پتھر کا ہوگا اور عرش کی طرف چھت کا رخ عمدہ ہوگا اور اس کے بنانے میں روشنی کا خاص خیال رکھا جاویگا۔ اور بھی تفصیلات انجنیر صاحب نے دی ہیں۔ مگر یہاں ان کے بیان کی ضرورت نہیں۔ اخراجات کا تخمینہ وہی پچاس ہزار کے قریب ہے خدا کا شکر ہے کہ احمدی خواتین نے اس رقم کو مطلوبہ رقم کے قریب پہنچا دیا ہے امید ہے کہ وہ جلد اس کو پورا کر دینگی۔

نیک کرشمۂ دو کار

اگر آپ اپنے بچوں کو تعلیم دلانا چاہتے ہیں تو جلد سے جلد مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں بھیجیں۔ ان کو یہاں انگریزی اور عربی تعلیم کے علاوہ دین سکھایا اور احکام خداوندی پر عمل کرایا جائے گا۔ آپ دیکھیں گے کہ آپ کے بچے ایک نمونہ بن کر آپکے پاس پہونچیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

(یوسف بن یعقوب)

مسلمان اور چھوت چھات

جو وصل میں ہے جدائی تو کیا کرے آعلقت
یہ اتفاق ہے باہم رہے سہے نہ رہے۔

کیا ہی بدقسمت ہے نصیب وہ ملک اور اس ملک کی قومیں ہیں جو مختلف مذاہب مختلف تمدن اور مختلف رسوم و رواج رکھنے کی وجہ سے آپ ان ایک دوسرے کے گلوگیر رہتی ہیں جن کی زندگیوں کا بہت سا حصہ باہمی چھیڑ چھاڑ اور پرخاش میں ہی گذر جاتا ہے۔

پچھلے دنوں میں جن اور جس صلح و الحاق کی گونج ہر ایک گوشہ میں سنائی دیتی تھی۔ اگرچہ اس وقت بھی بعض دوربین لوگوں کو خوف تھا کہ پھر ساز و سامان کہیں شبے ماند سبے دیگر نمی ماند کا مصداق ہی نہ ہو۔ وہی بات ہوئی سارا ٹھاٹھ محض نمائشی نکلا۔ نکتہ چیں یا دوربین لوگ سچے نکلے وہ معمولی باتیں جو سنین گزشتہ میں محض ذاتیات پر محمول ہوتی تھیں اب وہی باتیں قومی اور جامہ پہن کر پیش ہوتی ہیں گویا بات کا بتنگڑ بن جاتا ہے۔

یہ قول ہندو اخبارات اور ہندو اہل الرائے کے حالات کہ سراسر مسلمانوں ہی کا گناہ ہے۔ وہی گردن زدنی اور کشتنی ہیں لیکن جب حالات گزشتہ اور حاضرہ پر نظر کی جاتی ہے تو رہ رہ کر یہی کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے برادران وطن کا دامن بھی پاک صاف نہیں۔ ۱۹+۲۰ کا ہی دونوں میں فرق ہے۔

چھوت چھات

اس بات سے ہندو صاحبان اور ہندو قوم انکار نہیں کر سکتی کہ باوجود صدیوں کے باہم رہنے سہنے کے بھی ان دونوں قوموں نے اتفاق نہ کیا یا اتحاد نہ ہو سکا۔ یہ جو بلا کی قدامت پسندی اور قومی مواد نفرت کے مسلمانوں سے ہندوؤں کے سینے کو اقتصادی رنگ میں بھی دل صاف نہ ہو سکے۔ مسلمانوں کی یہ کشادہ دلی ہی تھی کہ باوجود اس قدر بیزاری اور نفرت کے بھی وہ چھوت چھات کے نفرت انگیز اور ذلت نما طریق عمل کے کبھی بھی خلاف نہ ہوئے ہمیشہ مسلمانوں نے یہی سمجھا کہ چونکہ برادران وطن کا یہ ایک مذہبی خیال ہے اس واسطے وہ اس کی وجہ سے اپنی کشادہ دلی کو جواب نہیں دے سکتے۔ چاہے دوسرے الفاظ میں مسلمانوں کی کشادہ دلی اور وسیع دماغی کو بے غیرتی کہو اور چاہے۔ ذلالت مگر اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ برادران وطن کا یہ سلوک ہم سے وسعت قلبی سے بہت کچھ دور تھا۔

ہمیں ہندو ملیچھ بھی کہتے ہیں جیسے ہم اُن کو کافر یعنی اسلام کہتے ہیں لیکن ملیچھ اور کافر کے مفہوم میں بہت فرق ہے کافر کے معنی صرف انکار اور منکر کے ہیں اور ملیچھ کا مفہوم بہت کچھ ذلت لیے ہوئے ہے۔ چونکہ لفظ ملیچھ کا اطلاق ہمیشہ بعض مذہبی مواقعہ میں بھی کیا جاتا رہا ہے اسواسطے وہ تمدنی مسائل میں۔ چنداں مؤثر اور حوصلہ شکن ثابت ہوا لیکن یہ لفظ چھوت چھات اور ہماری نفرت پر لے درجے کی حوصلہ شکن ہے اگر ہم ہندو سے ایسی نفرت کریں تو ہندو برادران اپنے دلوں میں فیصلہ کر سکتے ہیں کہ درحقیقت ایک انسان کے ساتھ دوسرے انسان کا ایسا سلوک کیا کچھ کیفیت رکھتا ہے

ذلت کی کوئی حد نہیں

اگرچہ بعض ہندو صاحبان بعض وقت کھانے پینے کو کوئی عیب نہ دیکھیں گے کبھی کبھی غسل کریں اور مسلمانوں سے ظاہر اور پوشیدہ کھا پی لیتے ہیں۔ مگر باوجود اس طریق عمل کے بھی ان کے دلوں میں نسلی حیثیت سے جو نفرت اور بیزاری پیدا ہو چکی ہے اس میں فرق نہیں آتا جس طرح یورپ والے گوری رنگت کے مقابلہ سے کالے رنگ والوں کو دوسری آنکھوں سے دیکھتے ہیں اس طرح برادران ہنود کو بھی دوسرے مذاہب اور دوسری قوموں سے نفرت ہے مذہبی نفرت اور قومی نفرت میں فرق ہے مذہبی نفرت تو خدا تعالیٰ اور ضیافات مذہب تک ہی رہتی ہے۔ لیکن قومی نفرت کی عنابیں نسلاً بعد نسلٍ کچھ طویل ہیں ہندو صاحبان انگریزوں کو بدنام کرتے ہیں کہ وہ نسلی امتیازات اور رنگت کے دلدادہ ہو کر دیسیوں کو اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتے۔ لیکن خود فیصلہ نہیں کرتے کہ وہ اپنی بلند پروازی اور قدامت پسندی میں کس قدر درجہ تک جا چکے ہیں۔ بعض مسلمان بھی انگریزوں کے اس طرز عمل پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ لیکن اپنے برادران وطن کو نہیں دیکھتے کہ وہ باوجود ایک ہی ملک میں رہنے کے بھی مسلمانوں اور عیسائیوں کو چھوت چھات کے زعم میں آکر کن آنکھوں سے دیکھنے کے عادی ہیں

میرا اپنا تجربہ

نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ایک دفعہ جالندھر شہر میں ایک دن میرے ایک دوستوں کے دوست اور بے تکلف یار غار ہندو مجھے ملنے آئے کچھ بات چیت بعد میں اُن کو کمرہ میں چھوڑ کر باہر گیا اور چند منٹوں کے بعد واپس جو آیا تو دیکھا کہ میرے دوست پانی کی لٹیا کو نیچے پاؤں سے ہٹا رہے ہیں۔ میں نے ہنس کر پوچھا کہ لالہ جی یہ کیا۔ پانی پینے کے برتن کو آپ جوتا سے کیوں ہٹا رہے ہیں خدا خوش رکھے تھے بے تکلف اور صاف گو فرمانے لگے بھئی سچی بات تو یہ ہے کہ ہم ایسے برتن کو ہاتھ نہیں لگا سکتے کہ جس میں اپنی ہو اور مسلمان کئے ہوں۔ خفا نہ ہو ہمیں کراہیت آتی ہے اور ہم مجبور ہیں۔

مجھے اس حرکت سے غصہ تو تھا مگر اس حسان بیانی سے میں سمجھ گیا کہ قدامت پسندی کی وجہ سے یہ عادت ان لوگوں کی عادت ثانی ہو گئی ہے۔ اسواسطے وہ مجبور ہیں ہم لوگوں کو جن کے مذہب میں انسانی عظمت اور انسانی وقار کے قائم رکھنے اور اس کے لیے یہ بھی کہا گیا ہے کہ

"انسان کا پس خوردہ پاک ہے"

ان حرکات اور اس درجہ کی نفرت سے تعجب تو ہوتا ہے مگر یہ لوگ دراصل عادت قدیمہ سے مجبور ہیں۔

دوسری طرف اس لگاتار نفرت کا یہ اثر ہوا ہے کہ اب عیسائی اور مسلمان بھی سوچنے لگے ہیں کہ جب ان کے دونوں میں اس قدر بیزاری اور نفرت ہے اور یہاں تک نوبت پہنچ چکی ہے تو ہم بھی کیوں ان کا رنگ ہی اختیار کریں گو ہم جانتے ہیں کہ اس سے دوگونہ نفرت ہو گی مگر بایں حالات اور چارہ ہی کیا ہے مذہبی رنگ میں نہ سہی اقتصادی رنگ میں ہی سہی

گو ہم جانتے ہیں کہ شاید اس میں اخیر تک عہدہ برآنہ ہو سکیں ایک تو ہماری کشادہ دلی ہمیں مزاحم ہو گی۔ دوسرے ہم اس کے عادی نہیں ہیں۔ برادران وطن تو صدیوں سے اس عدم تعاون کے عادی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ **مہاتما گاندھی جی** نے عدم تعاون کا سبق دیا ہے۔ ہم کہیں گے یہ سبق تو صدیوں سے دوسری اقوام کے مقابلہ میں ہندو رہے ہیں۔ بڑے بڑے شہروں میں جا کر دیکھو شاید ہی دس پانچ ہندو مسلمانوں سے سودا سلف لیتے ہیں وہ بھی مجبوراً ہمیں یہ اعتراف ہے کہ ہمارے برادران وطن کو اس میں صدیوں سے مشق ہے۔ لیکن اگر ہم یہ طریق اختیار کریں جیسے کہ ہم سے اس وقت بعض لوگ اقتصادی پہلو سے اور نیز اس ذلت سے نکلنے کی خاطر یہ تحریک کر رہے ہیں کہ جب ہمارے برادران وطن کو ہم سے ہر بات میں ایسی نفرت ہے جو ذلت کی حد تک پہنچ چکی ہے تو کیوں ہم بھی ذکریں۔

بات تو معقول ہے گو ہم یہ عمل کر کے اپنی کشادہ دلی تو کھو بیٹھیں گے اور پھر اس حالت میں کہ خود ہندو اقوام اور ہندو جماعت میں بھی اس کی بابت کش مکش ہو رہی ہے اور بعض افراد جماعت میں بھی ہیں اور ساتھ ہی اس کے ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ باوجود اس جنبش اور حرکت کے بھی بہت ہی مشکل اور دقت سے قدامت پسندی اور نفرت دلوں سے نکلے گی کیونکہ اس میں برادران وطن کو اقتصادی اور تجارتی رنگ میں اور تمدنی پہلو سے بہت کچھ فائدہ میں ہے۔

ایک دن میں جالندھر سے دہلی جا رہا تھا ایک سٹیشن درمیانی پر سکھوں ڈوگرن اور مسلمانوں کی فوج بھی سوار ہو رہی تھی سوار ہونے سے پہلے فوجیوں نے روٹی مٹھائیاں اور حاجی وغیرہ خریدی میں بھی یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ یوں ہی ایک مسلمان نان فروش سے پوچھا کہ تمہاری کیا کچھ بکری ہوئی؟

روٹی والا۔ ہمارے مسلمان فوجیوں نے مجھ سے کچھ روٹی خریدی اور مٹھائی پوری کچوری ہندو حجامڑی والوں نے بھی لی اور کوئی ہندو میری طرف نہیں آیا سب نے ہندوؤں ہی سے خرید کی سمجھ لو میری بکری کیا ہوئی اور ان کی کیا۔

یہ سن کر میں نے ایک شعر پڑھا اور خاموش ہو گیا۔

کیا تڑپنے میں مزا ہے قتل ہو پیارے کیساتھ
اس کی لذت کو کسی بسمل سے پوچھا چاہیئے

اس میں کچھ شک و شبہ نہیں کہ اگر برادران وطن کے تفریق طریق عمل سے ہم بہت کچھ گھاٹے میں رہتے ہیں لیکن گہری نگاہوں سے اس دوگونہ نقصان کے اثرات کو دیکھا جائے۔ تو اس صورت میں اور بھی دن بدن اتفاق کی بڑھتی جائے گی۔ جو ملک کے واسطے ہی نہیں بلکہ موجودہ گورنمنٹ کے لیے بھی موجب کشمکش ہے۔ غضب تو یہ ہے کہ اگر گنگا اور جمنی برادران وطن کے چوکے میں چلا جائے تو پروا نہیں لیکن ایک مسلمان اور عیسائی انسان غلطی سے بھی چلا جائے تو چوکا ہی بھرشٹ ہو جاتا ہے۔

گو ہم حالات حاضرہ اور گزشتہ کے اعتبارات پر کہہ سکتے ہیں کہ جسطرح ہندو مسلم اتحاد کا نتیجہ دو تین سال کے بعد نکلا ہے اسی طرح پھر بھی نکلے گا کیونکہ اس احتراق کی محرک ایک دو نہیں ہیں بیسیوں ہیں اسواسطے کاروباری زندگی میں تو صلح کا جھگڑا کچھ دیر تک چل سکتا ہے خلوص کی امید نہیں ہے ایک پرخاش ہو تو کوئی سے بھی۔ تمدن مختلف رسوم مختلف خیالات مختلف طور و طریق مختلف زبانوں کا جھگڑا مذہب کا جھگڑا رسوم کا جھگڑا گاؤکشی کا جھگڑا۔ ازمت اور نیابت قومی کا جھگڑا۔ کونسلوں کا جھگڑا۔ کمیٹیوں کا جھگڑا۔ اردو کا جھگڑا۔ ہندی کا جھگڑا۔ بیرونی اقوام اسلام کا جھگڑا ایک جھگڑا تو نہیں آسانی سے اتفاق اور صلح ہو سکے۔

اگر ان خلشوں کے ہونے سے مخلصانہ صلح کی امید نہیں ہے یا بہت ہی کم ہے تو پھر اس کوشش ہی کی کیا ضرورت ہے باوجود اس کے ہم کہیں گے کہ ملک کی بھلائی صلح ہی میں ہے اگر دونوں قومیں کاروباری زندگی میں ذرا حوصلہ اور بردباری سے کام لیں تو شاید کسی وقت ہوتے ہوتے کوئی صورت بھی نکل آئے۔

اس عرصہ میں دونوں قومیں اپنے کاروبار میں شوق اور محنت سے مصروف رہیں خواہ مخواہ ایک دوسرے سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں اگرچہ اس طریق عمل میں بھی اختلاف اور جدائی ہوگی اتفاق نہیں ہوگا مگر اس ملاپ سے یہ جدائی اچھی ہے ہیں سے یہ دونوں قومیں اسوقت گزر رہی ہیں۔

جداگانہ کاروبار

اگر کوئی قوم ہندو یا مسلم اپنی بہتری کیواسطے جداگانہ کاروبار شروع کرے تو ایک کو دوسرے سے بیزاری اور نفرت کیوں ہو اور اس طریق عمل کو بائیکاٹ کے نام سے تعبیر کیا جائے اگر مسلمان ہی دکانیں کھولیں یا کوئی کاروبار جاری کریں تو ہندو بھائی برا نہ منائیں اور اگر ہندو ایسا کریں تو مسلمان برا نہ مانیں۔ سمجھ لیا جائے کہ ہر فریق ضرورتاً ایسا کر رہا ہے۔

کرتے کرتے یا ہوتے ہوتے دونوں قوموں کے خیالات میں استقلال اور بردباری کی روح حلول کرتی جائے گی۔ پھر دونوں میں باہمی دوستانہ تجارتی جاری ہو سکتی ہے۔ ہندو جانتے ہیں کہ مسلمانوں میں تجارتی اور اقتصادی کاروبار بہت ہی محدود ہیں۔ اس واسطے انھیں حوصلہ کے ساتھ مسلمانوں کی ترقی کو دیکھنا چاہیئے بعض کاموں میں مسلمانوں کو بھی ایسا ہی چاہیئے۔

بائیکاٹ

البتہ مشکل پیدا ہوگی کہ مزدوری پیشہ لوگوں یا بعض حرفت کاروں کو تکلیف ہوگی لیکن وہ بھی ان شاء اللہ دور ہو سکتی ہے۔ دونوں جانب کے محترم لیڈران کو چاہیئے کہ اس بات کا خیال رکھیں کہ جدا گانہ کاروبار عداوانہ اور مخالفانہ بائیکاٹ کی صورت میں نہ ہو بلکہ اپنی امداد آپ کے خیال سے نسادو کیا جائے۔

یہ بات زیادہ تر تکلیف دہ ہے کہ محض نمائشی چیز کو صحیح آشتی کے نام سے تعبیر کیا جائے

موجودہ کشمکش

محض اس غلطی کی وجہ سے پیدا ہوئی کہ ایک غلط بنیاد اور محض نمائشی ہندو مسلم اتفاق پر بڑی بڑی امیدیں کی گئیں جس کا خمیازہ یہ نتیجہ نکلا۔ چونکہ مسلمانوں کی قوم بہت سے امور میں بمقابلہ قوم ہنود کے کمزور ہے اسلیے وجہی ہے کہ وہ ان امور میں ذرا احتیاط سے حصہ لے جو قوموں کے کاروبار کو ٹھکرا دیا کرتے ہیں۔

افسوس کہ جس بات کی لکھنے کی ضرورت تھی وہ بوجہ چند واقعات یا چند اغلاط کے بحث میں دبی افسوس کے ساتھ کہنا پڑا کہ ع

خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم

دونوں قوموں اور دونوں قوموں کے محترم لیڈروں کے خفا ہونے کی بات نہیں اب تک واقعات یہ ثابت کر رہے ہیں کہ دونوں قوموں کے دل بہت ہی مشکل سے مل سکتے ہیں یا ملیں گے خدا کرے ہماری یہ رائے صحیح نہ نکلے لیکن ہم جب دونوں قوموں سے الگ ہو کر مخلوب ہر دو اقوام پر تفکر کرتے تو افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ رفتہ رفتہ دونوں میں بہت ہی بعد ہو رہا ہے۔ خدا حافظ ؎

زندگی در جمع ساماں رفت حیف۔
عمر در خواب پریشاں رفت حیف۔

(ناظم ایڈیٹر مذہب)

آریوں کا ابال اور اسکا انجام

کرکے پروانہ راجوں سے آیدنسر
ہے فتد بر شمع سوزاں از رہ شوخی و ناز

یوں تو حق کے ساتھ باطل اور نور کے ساتھ ظلمت کا قدیما و ساتھ ہے۔ مگر تاہم ہر بیج جو مدتوں سے ظلمت میں دبا ہوا ہوتا ہے اور اسکی قوت روئیدگی اور بالیدگی ضائع نہیں ہو چکی ہوتی۔ جب بھی اس پر بارش پڑتی ہے تو فوراً ظلمت سے باہر آنیکی کوشش کرتا ہے۔

اسوقت آریوں کا حق سے مخاصمت کرنا اور دور بھاگنا۔ اگرچہ بظاہر ایسی کی جھلک اپنے اندر رکھتا ہے۔ مگر یاد رکھیں اور خوب یاد رکھیں کہ ان کی یہ شوخی ایک نہ ایک ضرور رنگ لائے گی بعض خاندانوں کے بچے جب پیدا ہوتے ہیں تو وہ ہوش سنبھالتے ہی دودھ کی تلاش کرتے ہیں۔ اور ادھر ادھر اس بے اضطراری سے بے ٹھکانہ منہ مارتے ہیں کہ بچے کی ماں بھی حیران ہو ہو کر رہجاتی ہے۔ مگر کیا بچے کی یہ حرکات مایوسی کا اظہار ہیں۔ کیا وہ پھر اپنی حرکات سے ماں کے مھنوں سے دودھ نہیں چوستے۔

بیشک ہندو مذہب ایک تاریکی میں ہے اور اس کے پاس ایسی کوئی روشنی نہیں جو تاریکی کو دور کرسکے اس مذہب کے پیرو کل کا قدیم سے ہی اندھیرے میں پڑا رہا ہے۔ ہر چند ان کی راہنمائی کیلئے حضرت کرشن اور حضرت رامچندر اور بدھ اور نانک علیہم الرحمۃ جیسے انسان زور مار کر گئے۔ اپنا پرانا راگ ہی الاپتے رہے اس مذہب نے ذاتوں کی ایسی تقسیم کی کہ اگر ایک ذات کو پرمیشر کی عبادت کا حق دیا تو دوسری کو کتوں سے بھی بدتر ٹھہرایا۔ بت پرستی اور طرح طرح کے گندے اندیشے کہ آجتک اس سے نجات حاصل نہ کر سکے اس کی زندگی کا دارومدار محض چھوت پر منحصر ہے۔ تاہم باوجود ان حقتوں کے یہ مذہب اسلام کا قدیمی شکارگاہ ہے

لوگ اس مذہب حق کی تلاش کے لیے اٹھتے ہیں اول اول وہ اس امر کی سعی کرتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح وہ اپنی کتب سے تسکین حاصل کریں۔ مگر جب وہ اس میں ناکامی دیکھتے ہیں پھر وہ دیگر مذاہب کی تعلیموں کا فکر کرکے بذریعہ تاویلات اپنی کتب کیلئے منسوب کرتے ہیں۔ مگر چونکہ اس طریق سے بھی وہ حقیقی نور سے محروم رہتے ہیں اس لیے عاجز آکر بعد وہ عقلی دھکوسلوں پر آجاتے ہیں۔ جیسا کہ ہندو مذہب سے نکلی ہوئی شاخیں برہمو۔ آریہ شاکت وغیرہ اس کی شاہد ہیں۔ ان کے دلوں میں حقیقی تلاش حق ہوتی ہے اور وہ ان باتوں کو اپنا مقصود بنانا پسند نہیں کرتے پھر وہ بلند ہمتی سے پرواز کرتے ہیں اور تمام ہندوؤں کو ایک پھینک کر اسلامی حلقہ بگوش ہو کر اوگون سے نجات پاتے ہیں۔

اسوقت ہم جو لاکھوں بلکہ کروڑوں مسلمان ہندوستان میں موجود ہیں۔ یہ سب کے سب ہندو مذہب سے ہی نکلے ہوئے ہیں۔ پس جب ہندو مذہب قدیم سے اسلام کا شکار رہے تو اب کونسی مایوسی کی بات ہے حضرت خواجہ معین الدین صاحب چشتی اور حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ وغیرہ وغیرہ بزرگوں کے کارنامے بتلا رہے ہیں کہ کس طرح ان اکیلے دکیلے فقیروں نے ہندو مذہب کا شکار کیا ہے۔

آریہ لوگ ہندو مذہب سے بگڑے ہوئے ہیں اور اپنے نام کے ساتھ ہندو کا لفظ بھی سننا نہیں چاہتے۔ اور ہندو لوگ بھی ان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ اب نہ تو آریہ ویدوں کی تعلیم کے مطابق دیگر ہندوؤں کی طرح تینتیس کروڑ دیوتا کی پوجا کریں اور نہ ہی غیرت مند ہندو نیوگ کی تعلیم کو قبول کریں۔ غرض نہ یہ لنگ پوجا کریں اور نہ وہ نیوگ کریں۔ اب اسلام کے مقابل پر جو نمائشی طور سے ان کا باہمی ملاپ ہوا ہے اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ دو ڈوبنے والے غرق ہوتے وقت ایک دوسرے کا سہارا تلاش کریں اس سے زیادہ ان کے ملاپ کی اور کوئی وقعت نہیں۔ حقیقت میں ہندو آریوں کو مرزا صاحب

الگ ہو چکے ہیں اور آریہ بھی اپنے تئیں ہندو مذہب کی شاخ نہیں سمجھتے۔ آریوں کا ہندو مذہب سے الگ ہونا اور ایسا ہی ہر مذہب میں مذہبی احساسات کا اُبھرنا بتا رہا ہے کہ یہ سب تیاری اسلامی ترقی کے لیے ہے۔ خدا تعالیٰ مخلوق کے دلوں میں قبولیت اسلام کے لیے ایک جنبش پیدا کر رہا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "عادت اللہ اسطرح پر جاری ہے کہ جب کوئی رسول یا کوئی محدث اصلاح خلق اللہ کے لیے آسمان سے اُترتا ہے تو منجملہ اسکے اور امور کے ہمرکاب ایسے فرشتے اُترا کرتے ہیں کہ جو مستعد دلوں میں ہدایت ڈالتے ہیں اور نیکی کی رغبت دلاتے ہیں اور برابر اُترتے رہتے ہیں۔ جبتک غفلت و ضلالت کی ظلمت دور ہو کر ایمان اور راستبازی کی صبح صادق نمودار ہو۔ جیسا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے تنزل الملئکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر سلام ھی حتی مطلع الفجر۔ تو ملائکہ اور روح القدس کا تنزل یعنی آسمان سے اُترنا اسی وقت ہوتا ہے جب ایک عظیم الشان آدمی خلعت خلافت پہن کر اور کلام الٰہی سے شرف پا کر زمین پر نزول فرماتا ہے۔ روح القدس خاص طور پر اس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اس کے ساتھ ملائکہ ہیں۔ وہ تمام دنیا کے مستعد دلوں پر نازل کیے جاتے ہیں۔ تب نیکی میں جہاں جہاں جوہر قابل پائے جاتے ہیں سب پر اس نور کا پرتو پڑتا ہے۔ اور تمام عالم میں ایک نورانیت پھیل جاتی ہے اور دلوں کی پاک تاثیر سے خود بخود دلوں میں نیک خیال پیدا ہونے لگتے ہیں۔ اور تو حید پیاری معلوم ہونے لگتی ہے اور سیدھے دلوں میں راست پسندی اور حق جوئی کی ایک روح پھونک دی جاتی ہے۔ کمزوروں کو طاقت عطا کی جاتی ہے۔ اور ہر طرف ایسی ہوا چلنی شروع ہو جاتی ہے جو اس مطلع کے دعا اور مقصد کو مدد دیتی ہے۔ ایک پوشیدہ ہاتھ کی تحریک سے خود بخود لوگ صلاحیت کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ اور قوموں میں ایک جنبش سی شروع ہو جاتی ہے۔ تب ناسمجھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ دنیا کے خیالات نے خود بخود راستی کی طرف پلٹا کھایا ہے۔ لیکن درحقیقت یہ کام اُن فرشتوں کا ہوتا ہے کہ جو خلیفۃ اللہ کے ساتھ آسمان سے اُترتے ہیں اور حق کے قبول کرنے اور سمجھنے کے لیے غیر معمولی طاقتیں بخشتے ہیں۔ سوئے ہوئے لوگوں کو جگا دیتے ہیں اور مستوں کو ہوشیار کرتے ہیں۔ اور بہروں کے کان کھولتے ہیں اور مردوں میں زندگی کی روح پھونکتے اور انسان کو جو تیروں میں ہیں باہر نکال لاتے ہیں جب لوگ یکدفعہ آنکھیں کھولنے لگتے ہیں اور ان کے دلوں پر وہ باتیں کھلنے لگتی ہیں۔ جو پہلے مخفی تھیں۔ اور درحقیقت یہ فرشتے اس خلیفۃ اللہ سے الگ نہیں ہوتے۔ اس کے چہرے کا نور اور اس کی ہمت کے آثار جلیہ ہوتے ہیں۔ وہ اپنی قوت مقناطیسی سے ہر ایک مناسبت رکھنے والے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ خواہ وہ جسمانی طور پر نزدیک ہو یا دور ہو اور خواہ آشنا ہو یا بالکل بیگانہ اور نام تک بے خبر ہو غرض اس زمانہ میں جو کچھ نیکی کی طرف حرکتیں ہوتی ہیں اور راستی کے قبول کرنے کے لیے جوش پیدا ہوتے ہیں۔ خواہ وہ جوش ایشیائی لوگوں میں بھرا ہو یا یورپ کے باشندوں میں یا امریکہ کے رہنے والوں میں وہ درحقیقت ان ہی فرشتوں کی تحریک سے جو اس خلیفۃ اللہ کے ساتھ اُترتے ہیں ظہور پذیر ہوتے ہیں یہ الٰہی قانون ہے جس میں کبھی تبدیلی نہیں پاؤ گے اور بہت صاف سریع الفہم ہے اور تمہاری بدقسمتی ہے اگر تم اس پر غور نہ کرو۔ چونکہ یہ عاجز راستی اور سچائی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اس لیے تم صداقت کے نشان ہر ایک طرف پاؤ گے۔ وہ وقت دور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اُترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے۔"

پس جو لوگ حق سے پیار رکھتے ہیں اور پھر وہ ایشیا۔ یورپ افریقہ۔ امریکہ وغیرہ کے لوگوں کو قبولیت اسلام کی طرف جھکا دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے مبلغوں کی رپورٹوں سے ظاہر ہے تو وہ حق کی شہادت سے رُک نہیں سکتے۔ سوائے اس کے کہ جن کے دلوں میں ازلی شقاوت ہے اور اُن کی شرارتوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے۔

ابھی چند دنوں کا ذکر ہے کہ وائٹ ہیڈ کالج آسٹریا کے پروفیسر کا ایک خط ان کے دوست کے نام موصول ہوا تھا کہ مجھے جو کتاب مولوی مبارک علی صاحب مبلغ جماعت احمدیہ قادیان نے بھیجی تھی اس کے پڑھنے سے اس کی سادہ سادہ عبارتوں کے ذریعہ میرے وہ تمام شکوک جنکا کہ حل ہونا میں ناممکنات سے سمجھتا تھا۔ وہ سب رفع ہو گئے اور آئندہ میں اپنی تمام زندگی اس کی ہی اشاعت میں صرف کرونگا وغیرہ وغیرہ۔

یہ سب فرشتوں کی تحریک کا ہی نمونہ ہے جو کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کے ساتھ نازل ہوتے ہیں۔

دوستو! یہ جو فتنۂ ارتداد ہے اور آریوں کا اس کے خلاف اُبال ہے۔ یہ بھی مشارالٰہی کے ماتحت ہی سب کچھ ہو رہا ہے خدا چاہتا تو آریہ یہ شر کھڑا نہ کرتے مگر پھر اس صورت میں وہ لوگ جو صدیوں سے اسلام کے حلقہ بگوش ہو کر اسلام سے بے خبر تھے ان کو کس طرح تبلیغ ہوتی اور وہ کس طرح اصل اسلام تک راہ پاتے۔ خدا نے یہ سب کچھ ہماری بھلائی اور اُن کی بھلائی کے لیے کیا ہے۔

خدوشر بہ انگیزد و راں خیرے کہ ما باشد

دیکھو بلی بھی جب اپنے بچوں پر مہربان ہوتی ہے تو چوہے کو پکڑتی ہے اور اُسے تھوڑا سا مسلکر زندہ ہی بچوں کے آگے چھوڑ دیتی ہے تاکہ اس کے بچے اپنی قوت بازو سے شکار کرنا سیکھیں اگر وہ ایسا نہ چاہتی تو وہ مرا ہوا چوہا اُس کے آگے ڈال سکتی تھی مگر چونکہ ان کو بچوں میں شکار کرنے کی عادت اور قوت پیدا کرنی مقصود تھی اس لیے اس نے زندہ چوہے کو بچوں کے آگے چھوڑا۔ وہ اپنے قوت بازو سے شکار کرنا سیکھیں اور اس کی مخفی طاقتیں ظہور پذیر ہوں۔ اسی طرح اور ٹھیک اسی طرح اگر خدا چاہتا تو یہ فتنہ پیش نہ آتا مگر خدا تعالیٰ ہمیں اپنے انعاموں کا وارث کیا چاہتا ہے۔ لہٰذا اس نے محض ہماری بھلائی کے لیے آریوں کو کھڑا کر دیا تاہم اپنے خداداد نور سے اس ظلمت کو کافور کریں اور وہ دشمن جو اپنے منہ کی پھونکوں سے خدائی نور کو بجھانا چاہتا ہے۔ ہم اسلامی دلائل کے حربوں سے ان کے منہ کو بند کر دیں اور ان کی مکروں کی کمندوں کو صداقت کی کمانوں سے جکڑ دیں۔ تاہم خدا کے انعامات کے وارث ٹھہریں اور دنیا پر اسلام کا نور اپنے کمال کے ساتھ ظاہر ہو۔ دیکھو ہمارے لیے کیسا انتہائی خوشی کا مقام ہے کہ ان سب واقعات کی اصل حقیقت سے خدا تعالیٰ نے ہمیں مدتوں پہلے مطلع کر چھوڑا ہے۔ جیسا کہ ہمارے پیارے محبوب حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ "میں یقین رکھتا ہوں کہ ان حملوں کے دن نزدیک ہیں۔ مگر یہ حملے تیر و تبر سے نہیں ہوں گے۔ اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اُترے گی۔ ..... اللہ سچائی کی فتح ہوگی۔ اور اسلام کے لیے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئیگا جو پہلے دنوں میں آچکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھیگا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی نہیں۔ ضرور ہے کہ تم اُسے چڑھنے سے روکے رہو۔ جبتک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لیے کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لیے ساری ذلتیں قبول نہ کر لیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے ہمارا اسی راہ میں فنا ہو جانا موت ہے جس پر اسلام کی زندگی اور مماتوں کی زندگی اور زندہ خدا کی جلی موقوف ہے۔"

سوائے میرے پیارے دوستو! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بشارتوں بھرا فرمان جس کی بنیاد اپنی پوری شوکت کے ساتھ رکھی گئی ہے۔ ظاہر کرتا ہے کہ وہ انتہا تک اپنے تمام کمال کے ساتھ بہ نشان چمکا ہوگا سچ ہے اور واقعی سچ ہے کہ اسلام کے خلاف کھڑے نہ ہوتے اور یوپی کے راجپوت قوم میں فتنۂ ارتداد کی رو نہ چلتی۔ تو پھر ہم کسی ثواب کے مستحق ہو سکتے تھے اور کون سی روح اسلام کی ہم لوگوں کے آگے بطور نمونہ پیش کرتے

دوستو! یہ خدا کا کس قدر ہم پر احسان اور فضل ہے کہ وہ ہمارے لیے مذاہب کی رویں چلاتا ہے اور ان کے ذریعہ ہمارے درجات کو بلند کرنا چاہتا ہے اور ہمیں وہ مرتبہ عطا فرمانا چاہتا ہے۔ جو آئیوالی نسلوں کے لیے اسلام کی اصل حقیقت کو آشکارا کر سکے تا وہ بھی ان راہوں پر چلکر منزل مقصود کو حاصل کریں۔ یہ مذہب ہمارا آشکارا رہے اسکے حصول کے لیے ہمیں تن من دھن کی قربانی کی ضرورت ہے خدا تعالیٰ نے محض ہمارے لیے اس کو مخصوص کیا ہے عوام کی نظر بھی آپ پر ہی آکر پڑتی ہے ؎

بگوشِ ہائے جوانان تا بدیں قوت شود پیدا
بہار رونق انذر دودۂ ملت شود پیدا
اگر یاراں کنوں بر غربت اسلام رحم آید
باصحاب نبی نزدیک سنت شود پیدا

خوشی سے آچھلو اور کودو کہ اس باطل کا مٹانا قادر مطلق نے

محض اپنے فضل سے آپکے لیے مخصوص کر دیا ہے۔ خدا نخواستہ اگر آپ سستی دکھاؤ گے تو بہرحال یہ سب باتیں پوری ہو کر رہیں گی۔ جیسا کہ اس کے مخبر صادق نے فرمایا ہے کہ "فضار آسمان است ایں ہر حالت شود پیدا۔ مگر افسوس اور صد افسوس ہوگا اس ہماری محرومی پر۔ خدا سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نعمت ہمارے لیے مخصوص کر دے۔ اب آخر میں وہ مبارک الفاظ بھی درج کرتا ہوں۔ جو کہ محبوب حق نے بطور بشارت آریوں کے انجام کے متعلق فرماتے ہیں کہ

"یہ خیال مت کرو کہ آریہ یعنی ہندو دیانندی مذہب والے کچھ چیز ہیں۔ وہ صرف اس زنبور کی طرح ہیں جس میں بجز نیش زنی کے اور کچھ نہیں۔ وہ نہیں مانتے کہ توحید کیا چیز ہے۔ اور روحانیت سے سراسر بے نصیب ہیں۔ عجیب چینی کرنا اور خدا کے پاک رسولوں کو گالیاں دینا ان کا کام ہے اور بڑا کمال ان کا یہی ہے کہ شیطانی وساوس سے اعتراض کے ذخیرے جمع کر رہے ہیں اور تقویٰ اور طہارت کی روح ان میں نہیں یاد رکھو کہ بغیر روحانیت کے کوئی مذہب چل نہیں سکتا۔ اور مذہب بغیر روحانیت کے کچھ بھی چیز نہیں جس مذہب میں روحانیت نہیں اور جس مذہب میں خدا کے ساتھ مکالمہ کا تعلق نہیں اور صدق وصفا کی روح نہیں اور آسمانی کشش اس کے ساتھ نہیں اور فوق العادت تبدیلی کا نمونہ اس کے پاس نہیں۔ وہ مذہب مردہ ہے اس سے مت ڈرو ابھی تم سے لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہوں گے کہ اس مذہب کو نابود ہوتا دیکھ لوگے۔"

سو ہمکو ہزار در ہزار شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے محض ہمارے لیے ہی یہ حصول ثواب کا موقع عطا فرمایا ہے۔ اس کی راہ میں اس کی حصول رضا کے لیے بڑھ بڑھ کر قدم مارو اللہ تعالیٰ آپکے قدموں میں برکت دے۔ والسلام

خاکسار

امیر محمد خاں احمدی مبلغ بیجاپور

موضع چارلی گنج کی تمام اوراکن کے ۳۲ مکانہ خاندان شدھی سے تائب ہو کر دوبارہ مسلمان ہو گئے

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مبلغین جماعت احمدیہ قادیان کی تبلیغی کوششوں کے نتیجہ میں ۳ مئی ۱۹۲۳ء کو موضع چارلی گنج کے تمام کے تمام لوگوں نے اوراکن کے ۳۲ خاندانوں نے جناب چودھری فتح محمد خاں صاحب ایم اے۔ امیر وفد المجاہدین جماعت احمدیہ قادیان کے ہاتھ پر ارتداد سے توبہ کی۔ جناب چودھری صاحب نے ابتداء میں مختصر سی تقریر فرمائی جس میں سرسری مذاہب پر اسلام کی فضیلت ثابت کی۔ اس کے بعد توبہ کرنے والوں کا شہادت پڑھایا۔ اور ہر ایک سے اپنے ہاتھ میں ہاتھ لیکر اقرار لیا کہ میں مسلمان رہوں گا۔ اور اسلام کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ اس خوشی میں دعوت کا بھی انتظام تھا جسے خود مسلم راجپوتوں نے کیا اور کھانا کھاتے ہوئے سب نے مسلمان سقوں کی مشکوں سے پانی پیا۔ اس موقع پر بہت بڑا مجمع تھا۔ جس میں ڈھیں اور سنگیچہ وغیرہ دیہات کے مسلمان راجپوت بھی موجود تھے

اکرن اور چالی گنج وہ گانوں ہیں جہاں کے لوگوں کو مرتد کر لینے پر آریوں کو بڑا فخر اور ناز تھا۔ لیکن خدا نے ان کی چالبازیوں کے باوجود اپنے فضل سے بہت سے لوگوں کو توبہ کرنے کی توفیق دی۔

تمام مسلمانوں کو عموماً اور مسلم راجپوتوں کو خصوصاً مبارک ہو کہ اُن کے بچھڑے ہوئے بھائی پھر ملگئے

امید ہے کہ خدا کے فضل سے باقیماندہ لوگ بھی بہت جلد واپس آکر اپنی مسلمان برادری سے ملجاویں گے۔ اور آریوں کے فریب کا تار و پود عنقریب مکمل طور پر ٹوٹ جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

خاکسار:-

عبدالمغنی خاں نائب امیر احمدیہ وفد المجاہدین قادیان دار التبلیغ احمدیہ آگرہ۔ ۱۳ مئی ۱۹۲۳ء

غیر احمدی علماء کے مقابلہ میں مبلغین جماعت احمدیہ قادیان کی روشن و عملی نمونہ

علاقہ ارتداد میں علماء غیر احمدی جو سلوک ہمارے مبلغین کے ساتھ کر رہے ہیں اسکا کسی قدر ذکر اخبارات میں کیا جا چکا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ متعدد مقامات پر جہاں ہمارے مبلغین مہینوں سے بڑی کوشش کیساتھ کام کر رہے ہیں۔ وہاں مولویوں نے اپنے آدمی بھیجکر ہمارے مبلغین کو ہر طرح تنگ کرنے کے لیے گاؤں کے لوگوں کو ان کے خلاف بھڑکانے اور گاؤں سے نکال دینے کی کوشش کیں۔ اس کے مقابلہ میں ہمیں مجبوراً جو روش اختیار کرنا پڑی ہے وہ یہ ہے۔ جس جگہ ہمارے مبلغین کے لیے کام کرنا ان لوگوں نے ناممکن بنا دیا۔ وہاں سے ہمنے اپنے آدمیوں کو واپس بلا لیا ہے اور باوجود اس کے کہ ان مقامات پر کام نہایت قابل اطمینان صورت میں ہمارے مبلغ کر رہے تھے۔ مولوی صاحبان کے مجبور کرنے پر ہم نے ان کو خالی کر دیا ہے۔ چنانچہ تیرہ ضلع سھرا میں جہاں کئی ماہ سے ہمارے آدمی کام کر رہے تھے وہاں جب دیوبندی اور سہارنپوری مولویوں کی مخالفت حد سے بڑھ گئی اور مولویوں نے گانوں سے ولیوں اور ملا کے علاوہ جب یہاں تک کہدیا کہ "ہم ایک ٹوکنا کتابوں کا آریوں کے مقابلہ کے لیے لائے ہیں۔ اور وہ ٹوکنا کتابوں کے احمدیوں کے مقابلہ کیلئے ہیں۔ ہم تم لوگوں کو یہاں ہرگز کام نہ کرنے دیں گے" تو ہم نے اپنے مبلغ واپس بلا لیے اور اس گانوں کو ان کے حال پر مولویوں کے لیے چھوڑ دیا۔

اسطرح ایک دوسرے گانوں میں جو ضلع ایٹہ میں واقع ہے ہمارے ایک بزرگ مبلغ جو ایک اعلیٰ ملازمت سے پنشن لے کر خدمت دین کر رہے ہیں اس حصہ سے کام کر رہے تھے بچوں کو تعلیم دینے اور تبلیغ کا کام کرتے تھے گانوں کے لوگ ہر طرح آپ سے خوش تھے انکی تبلیغی کوششوں کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے تھے۔ لیکن وہاں سے بھی دیوبندی مولوی صاحب کی مخالفت کی وجہ سے انھیں واپس بلا لیا گیا۔ اس گانوں کے لوگ ہمارے مبلغ کے کام پر جس قدر خوش تھے وہ حسب ذیل تحریر سے ظاہر ہے۔ جو معززین نے واپسی کے وقت ہمارے مبلغ کو لکھ کر دی اور جو یہ ہے۔

"ہم ساکنان موضع گرسلی تصدیق کرتے ہیں کہ مولوی جمال الدین احمدی مبلغ اس گانوں میں اور اپریل ۱۹۲۳ء کو آئے اور غیر آباد مسجدوں کو آباد کیا۔ بچوں کے قاعدے منگوائے اور درس گاہ کھولدیا اور آٹھ بچوں کو بسم اللہ واعوذ و کلمہ سارہ قاعدہ ۱۶ صفحے تک پڑھایا اس اثنا میں ان کا حسن سلوک اور اخلاق پسندیدہ رہا ۲۶ مئی تک ہمارے پاس رہے اب ۳ مئی سے دیوبندی مولوی کے آنے سے ان کی کارائی اب اس جگہ ضروری نہیں ہے اس لیے بذریعہ تحریر ہذا اجازت ہے وہ چلے جاویں فقط

نشان انگوٹھا ولدرث خان

" واحد خان

دستخط عوث محمد خان نجلا ہندی "

اس تحریر سے مختصراً معلوم ہو سکتا ہے کہ ہمارے مبلغ صاحب وہاں کیسا کام کر رہے تھے۔ پھر جو مولوی صاحب ہمارے مبلغ کو نکالنے کا باعث ہوئے انھوں نے اس گانوں کی ذمہ داری لیتے ہوئے جسے ذیل تحریر دی

"بذیعہ تحریر ہذا لکھ دیتا ہوں کہ میں اس جگہ جب قائم مقام محمد اصغر خاں ٹھیکیدار علی گڑھ آیا ہوں مجھ سے پہلے مولوی جمال الدین احمدی مبلغ اس جگہ امامت کرتے تھے اور لڑکوں کو قاعدہ یسر القرآن پڑھاتے تھے۔ اب ان کی یہاں ضرورت نہیں ہے میں خود اس گاؤں کا ذمہ دار ہوں امامت خود کرتا ہوں اور لڑکوں کو بھی پڑھاتا ہوں۔ اسلیے

اب مولوی جمال الدین احمدی جہاں جانا چاہیں
چلے جاویں ان کو آزادی ہے فقط عبدالرشید حنفی"
اس سے ظاہر ہے کہ ہماری روش کیا ہے اور دوسرے مولویوں کی کیا اور یہ کہ باوجود سخت نقصان کے تصادم سے بچنے کی کسقدر کوشش کر رہے ہیں اور مولوی صاحبان کسطرح مقابلہ کے درپے ہیں۔

پھر دیکھیے ایک مرتد شدہ گانوں جس کا فی الحال ہم مصلحتاً نام لکھنا نہیں چاہتے۔ وہاں ہمنے اپنا مبلغ اسلیے بھیجا ہے کہ ساتھ کے گاؤں میں جو شیعہ رہتے ہیں انھیں اس بات کے لیے تیار و آمادہ کرے کہ وہ مرتدین کو اپنے ساتھ ملالیں اور یہ مبلغ اس جگہ مستقل طور پر کام کر رہا ہے۔

غرض ہم نہ صرف ہر جگہ تصادم سے بچنے کی سخت نقصان برداشت کر کے بھی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں کہ جسطرح ہو مرتدین واپس آجائیں۔ خواہ وہ کسی فرقہ میں شامل ہوں۔

اگر علاقہ ارتداد میں کام کرنیوالے دوسرے لوگ بھی اپنا یہی مقصد قرار دے لیں اور اپنے عمل کو اس کے مطابق ثابت کریں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت جلد کامیابی ہو سکتی ہے۔

نئی روشنی کے دلدادہ پور انگریزی تعلیمیافتہ مسلمان بڑے زور سے اس بات کو پیش کیا کرتے تھے کہ مسلمان ایسے ہونے چاہئیں جن کا کسی فرقہ سے تعلق نہ ہو ایسی مسلمان کہیں نظر نہ آتے تھے۔ مگر اب علاقہ ارتداد میں اگر معلوم ہو کہ ملکانہ لوگ ایسے ہی ہیں جو کسی اسلامی فرقہ سے تعلق نہیں رکھتے لیکن اس حالت کا جو نتیجہ ہوا ہے وہ ظاہر ہے کہ یہی لوگ علاقہ ارتداد کے گڑھے میں گر رہے ہیں اور جبتک ان کا تعلق کسی اسلامی فرقے سے نہ ہو جائیگا ان کی حالت ایسی ہی خطرہ میں رہے گی جیسے کہ اب ہے۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں جو جماعت بھی کام کرے وہ ان کو اپنے ساتھ ملالے خواہ وہ کوئی جماعت ہو کہ ارتداد سے بچ سکیں۔

(خاکسار جوہری فتح محمد خان سیالی ایم اے۔ امیر احمدی وفد المجاہدین دار التبلیغ احمدیہ آگرہ یکم جون ۲۳ء)

ویدک دھرم کا حسن سلوک

یہ ویدک دھرم کا ہی حصہ ہے کہ اس نے عورتوں جیسی کمزور جنس کو بھی اپنی تعلیم کا ایسا مخزن بنایا ہے کہ وہ علم جاں نثاری اور قربانی کی مجسم دیویاں بنگئی ہیں اور ان کے مردان کے مقابلے عاجز اور درماندہ ہیں عورت ذات ہو کر مردے وقت لیجانا ثابت کرتا ہے کہ ویدواقعہ میں است دویاؤں کا پتک ہے جس کا مقابلہ الہامی کتاب تو کوئی نہیں کر سکتی ہاں دوسرا کوئی جرأت کرے تو ہمیں علم نہیں۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۳ پر سوامی دیانند ویدی گیا تحریر فرماتے ہیں:۔ اگر مرد نہایت تکلیف دہندہ ہو تو عورت کو چاہیئے کہ اسکو چھوڑ کر دوسرے مرد سے نیوگ کرا اولاد پیدا کرکے اسی پتی کے

عورت کے ہاتھ میں رہتا ہے کیونکہ مرد نے اگر محنت کر کے نیوگیوں سے لعلاد حاصل کی ہے تو محض اپنے لیے اپنی جائیداد کیلئے جس میں پہلے سے مرد کی خودغرضی نظر آتی ہے اس کی عورت کا اس میں کچھ فائدہ نہیں مگر عورت جو کچھ بھی تکلیف اٹھاتی ہے وقت صرف کرتی ہے تو محض اپنے خاوند کے لیے اپنے فائدے کی تو اسنے ہستی ہی مٹادی اگر نفع اور فائدہ ہے تو خاوند ہی کا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ نیوگ کے ذریعہ بہت سا فائدہ عورت اپنے بداخلاق خاوند کو پہنچاتی اور اسکو اپنا ممنون الاحسان بناتی ہے گر ایک قسم کے اعلیٰ درجہ کے خط اور لطف کا ہر ایک نیوگی سے وہ بھی عاقر حصہ لیتی ہے جسنے نہ تو اپنے خاوند کو کچھ نہیں جنتی اور نہ دے سکتی ہے اسلیے کچھ نہ کچھ خودغرضی تو ایک ہندو عورت میں بھی ہو سکتی ہے مگر یہ علاج ویدک دھرم خود پیدا کرتا ہے کیونکہ خطوط لطف شہوت سے مل ہوتا ہے ویدک دھرم کے مطابق عورت میں شہوت اسوقت پیدا ہوتی ہے جب وہ اپنے خاوند کے علاوہ دس اور نیوگیوں سے دس لڑکے پیدا کرالے اسلیے ویدنے دس رکے پیدا کروا چکنے کے بعد عورت کو نیوگ سے منع کر دیا ہے کیونکہ ایسی حالت میں نیوگ کرانا شہوت پرستی ہے اسطرح عورت کی ٹانگ پھر بھی مرد کے اوپر ہی رہتی ہے کیونکہ جتنے نیوگ اس نے کروائے ہیں عین جوانی اور شباب میں کروائے ہیں جبکہ ویدانوسار عورت میں شہوت نہیں ہوتی اسی لیے اس کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ ایک نہیں دو نہیں گیارہ مردوں سے نیوگ کر سکتی ہے پس ویدک دھرم کی رو سے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ عورت خاوند کے فالمے میں نیوگ کر کے خود بھی حظ اور لطف اٹھاتی رہی بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ مضبوط سے مضبوط نیوگیوں سے اپنے پیارے پتی کے لیے شب روز تکلیف اٹھاتی رہی کیونکہ ویدانوسار جوانی اور شہوت جمع نہیں ہو سکتے ورنہ گیارہ مردوں سے نیوگ کر کے وہ ضرور شہوت پرست کہلاتی اسلیے ایک آریہ دیوی پر بداخلاق خاوند کی خاطر جگہ جگہ نیوگ کروائے یہ الزام لگانا کہ اسنے بھی کچھ حظ اٹھایا صحیح نہیں۔ آریہ صاحبان کو مرد بننا چاہیئے اور کوشش کر کے اپنی دیویوں کے احسان سے سبکدوش ہونا چاہیئے اور ان کا بہتر سے بہتر معاوضہ تجویز کرنا چاہیئے احسان فراموشی انسانیت سے بعید ہے دیکھیں آریہ صاحبان اپنی محنوار دیویوں کی کیسی داد رسی کرتے ہیں یا کم از کم کچھ اور معاوضہ نہیں دے سکتے تو اخباروں میں ہی ان کی نیکی کا اقرار کریں کہ فلاں دیوی نے نیوگ کے ذریعہ اپنے پتی کو اتنے بچے لا دیئے اور فلاں نے اتنے ہم ان کے احسان مند ہیں اور ان کا کوئی معاوضہ تجویز کرنے سے عاجز ہیں۔ تاکہ ان دیویوں کی حوصلہ افزائی ہو اور وہ سمجھیں کہ ان کے کام کی ہندو مردوں کو پوری قدر ہے اور اسطرح تمام اقوام ان کی مردم شماری حیرت انگیز طور پر ترقی کر سکتی ہے۔

(خاکسار حافظ جمال احمد از قادیان)

خاوند کی وارث اولاد کرلے"
میرے خیال میں قربانی کا ایسا موزوں اور حسن سلوک کی ایسی کامل نظیر کوئی الہامی مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ مگر ویدک دھرم صرف پیش ہی نہیں کرتا بلکہ عملی صورت میں اس نے ہزاروں ہندو عورتوں کا ہندو مردوں کو ہمیشہ ممنون احسان کر دیا ہے۔

ہندو مرد کا تو یہ سلوک ہے کہ وہ نہایت تکلیف دہندہ ہے مگر مقابلہ میں ہندو عورت کا حوصلہ اور اپنے خاوند کی غمخواری دیکھیے کہ خاوند کی سختی اور بدسلوکی سے اس کو اپنی فکر کوئی نہیں غم ہے تو خاوند کا فکر ہے تو اس بات کی کہ میرا پتی اپنے بداخلاقی کی وجہ سے مجھ سے جہان التفات نہیں رکھتا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لاولد مر جائے اور اس کا کوئی نام لیوا نہ ہو اور اس کی جائداد جو اس نے بڑی محنت سے کمائی ہے غیروں کے قبضے میں چلی جائے۔ اب تو وہ غصے میں اندھا ہو رہا ہے مگر ایسی حالت میں وہ مرے تو اسکو اپنی محنت کی کمائی دیکھ کر اور دوسری طرف کسی وارث اولاد کو نہ دیکھ کر نہایت حسرت سے مرے گا اس لیے وہ اپنے پتی کی غمخوار اپنے خاوند کو حسرت بھری موت سے بچانے کے لیے ہمہ تن کسی نیوگی کی تلاش میں مصروف ہو جاتی ہے اور اس معاملہ میں کاہلی اور سستی کو حرام سمجھتی ہے۔ حتیٰ کہ شب و روز کی محنت اس کی ضائع نہیں جاتی وہ اپنے گوہر مقصود کو پا لیتی ہے: زہمت مرداں او مدد شیطان کے مطابق اس کی مردانہ وار کوششیں ایک نہیں دو نہیں دس نیوگی کو شیر کرا دیتی ہیں جسکے کہ وہ ویدک انوسار دس بچے پیدا کروا کے اپنے خاوند کی گود میں لا ڈالتی ہے کہ لو پتی جی آپ اپنا حق ادا کریں یا نہ کریں لیکن میں نے ویدک دھرم کے مطابق ہزار کوشش اور شب بیداریوں سے آپکا حق ادا کر دیا اور آپ کی جھولی بھر دی اور حسرت کی موت سے آپ کو بچا لیا اور میں اور بھی آپکے لیے کوشش کر کے اولاد کا ذخیرہ پیدا کرتی۔ مگر ویدکا یہ فرمان ہے کہ گیارھویں مرد تک نیوگ کر سکتی ہے (ستیارتھ صفحہ ۱۵۱) اور دس لڑکوں سے زیادہ پیدا کروانا یہ شہوت پرستی ہے۔ (ستیارتھ صفحہ ۱۵۱) اسلیے اب بڑھاپے میں شہوت پرستی کا الزام اپنے اوپر لینا اچھا نہیں ہاں اگر درمیان میں کچھ لڑکیاں بھی پیدا ہو جاتیں رہتی تو دس لڑکوں کی تعداد پوری کرنے کے لیے نیوگ کرا سکتی تھی اس طرح صرف دس سے بھی کمیں یا وہ آپ کو اولاد مل جاتی اب تو آپ کی قسمت کے جو نیوگی ملا اس نے لڑکا ہی دیا پس ہندو مرد اگیطرف اپنی بدسلوکی کو دیکھتا ہے اور دوسری طرف اپنی پاکدامن بیوی کا حسن سلوک دیکھتا ہے کہ مفت میں اس نے اسکا اولاد سے گھر بھر دیا ہے جب پر وہ اس کی ہیچ مگی نہ پھٹکری تو بھی آنکھیں نیچی کی نیچی رہجاتی ہیں اسطرح ویدک ہندو عورت ہر پہلو سے اپنے مرد کو شکست دے سکتی ہے۔

اگر کوئی کہے کہ مرد کو بھی تو وید کی یہ تعلیم ہے کہ بدخلق ہونے والی ہو تو جلدی ہی اس عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کرلے۔ (ستیارتھ صفحہ ۱۵۳) اسلیے دونوں کا فعل مساوی ہو لیکن یہ صحیح نہیں ہو سکتی اسکا جواب یہ ہے کہ بیشک فعل تو دونوں کا مساوی ہے لیکن نتیجہ دونوں کے فعل کا مختلف ہے کیونکہ عورت اپنے فعل کے نتیجے کے لحاظ سے اپنے خاوند کو شکست دیتی ہے اسطرح میدان